❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

بدگمانی، آکاس بیل کی طرح تمام نیکیوں کو بھسم کر دیتی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ۔(الحجرات:13)

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

معزز سامعین! مَیں آج حاضرینِ اجلاس کے سامنے اس لیے کھڑا ہوا ہوں کہ بدگمانی اور بدظنّی پر وہاں سے مضمون کا آغاز کروں جہاں سے کل وقت کی رعایت سے چھوڑا تھا۔ اور آج مَیں نے اپنی گزارشات کو عنوان دیا ہے۔ بدگمانی، آکاس بیل کی طرح تمام نیکیوں کو بھسم کر دیتی ہے۔ آکاس بیل ایک زرد رنگ کے دھاگے کی طرح بیل ہے جو ہوا یا آندھیوں کے ساتھ ایک درخت سے دوسرے درختوں پر منتقل ہو کر اُن سے چمٹ جاتی ہے اور اپنی خوراک حاصل کرتی ہے۔ اِس کی جڑ نہیں ہوتی لیکن اس بیل کا اگر ایک چھوٹا سا ٹکڑا کسی سرسبز و شاداب درخت پر آگرے تو اتنی تیزی سے اُسے اپنی چُنگل میں لے لیتی ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت سوکھنے لگتا ہے اُس کی پرورش اور بڑھوتری رُک جاتی ہے۔ اِسی طرح اخلاقِ سیّئہ میں سے بدگمانی اور بدظنّی ایسی بدیاں اور بُرائیاں ہیں جو تمام نیکیوں کو بھسم کر جاتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدظنّی کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا ہے۔ ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن بُرائیوں کو اَکۡبَرُ الۡکَبَائِر قرار دیا ہے اُن میں سے ایک جھوٹ بھی ہے (بخاری) جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے دوست کو جھوٹ چھوڑنے کی نصیحت فرمائی جو مختلف بدیوں میں مبتلاء تھا۔ گویا بدظنّی اور بدگمانی بھی آکاس بیل کی طرح تمام نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ۔ (الحجرات:13) نے فرما کر مؤمنوں کو اس بدی سے روکا ہے۔ اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بکثرت ظنّ سے اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظنّ گناہ ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: بدظنّی سے بچو، کیونکہ بدظنّی سخت قسم کا جھوٹ ہے، ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسّس نہ کرو۔ اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو۔ حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ (مسلم کتاب البر و الصلة باب تحریم الظن حدیث نمبر 6431)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے بھی اس معاشرتی بُرائی کے نقصانات کا ذکر کئی پہلوں سے بیان کر کے احباب کو اس سے بچنے اور دُور رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

”اکثر لوگوں میں بدظنّی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنّی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتّی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنّی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظنّ رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اور اُنس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ، بغض حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 214-215 ایڈیشن 1988ء)

ایک دوسری جگہ آپؑ 'انسان ایک آدمی کو بد خیال کرتا ہے اور پھر آپ ہی اس سے بدتر ہو جاتا ہے، کے متعلق فرماتے ہیں۔

"دوسرے کے باطن میں ہم تصرّف نہیں کر سکتے اور اس طرح کا تصرّف کرنا گناہ ہے۔ انسان ایک آدمی کو بدخیال کرتا ہے اور پھر آپ اس سے بدتر ہو جاتا ہے۔ کتابوں میں مَیں نے ایک قصہ پڑھا ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ تھے انہوں نے ایک دفعہ عہد کیا کہ مَیں اپنے آپ کو کسی سے اچھا نہ سمجھوں گا۔ ایک دفعہ ایک دریا کے کنارے پہنچے (دیکھا) کہ ایک شخص ایک جوان عورت کے ساتھ کنارے پر بیٹھا روٹیاں کھا رہا ہے اور ایک بوتل پاس ہے اس میں سے گلاس بھر بھر کر پی رہا ہے ان کو دُور سے دیکھ کر اس نے کہا کہ مَیں نے عہد تو کیا ہے کہ اپنے کو کسی سے اچھا نہ خیال کروں مگر ان دونوں سے تو مَیں اچھا ہی ہوں۔ اتنے میں زور سے ہوا چلی اور دریا میں طوفان آیا ایک کشتی آرہی تھی وہ غرق ہو گئی وہ مرد جو کہ عورت کے ساتھ روٹی کھا رہا تھا اٹھا اور غوطہ لگا کر چھ آدمیوں کو نکال لایا اور انکی جان بچ گئی۔ پھر اس نے اس بزرگ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اپنے آپ کو مجھ سے اچھا خیال کرتے ہو۔ مَیں نے تو چھ کی جان بچائی ہے۔ اب ایک باقی ہے اسے تم نکالو۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تم نے یہ میرا ضمیر کیسے پڑھ لیا اور یہ معاملہ کیا ہے؟ تب اس جوان نے بتلایا کہ اس بوتل میں اسی دریا کا پانی ہے۔ شراب نہیں ہے اور یہ عورت میری ماں ہے اور مَیں ایک ہی اس کی اولاد ہوں۔ قویٰ اس کے بڑے مضبوط ہیں اس لئے جوان نظر آتی ہے۔ خدا نے مجھے مامور کیا تھا کہ مَیں اسی طرح کروں تا کہ تجھے سبق حاصل ہو۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 568 تا 569، ایڈیشن 1988ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سوءِ ظنّ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گر بتایا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ ایماندارو! ظنّ سے بچنا چاہئے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ (بخاری کتاب الوصایا) ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے۔ لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اپنی حاجت براری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور میری دستگیری سے منہ موڑا۔ تب محض ظنّ کی بنا پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئے تھی' عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں۔ کئی لوگوں سے مَیں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سنا تھا تو میری یہی تصویر اور موجودہ حالت کا ہی نقشہ آپ کے دل میں آیا تھا یا کچھ اَور ہی سماں اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا۔ یاد رکھو! بہت بدیوں کی اصل جڑ سوءِ ظنّ ہوتا ہے۔ مَیں نے اگر کبھی سوءِ ظنّ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرما دی کہ بات اس کے خلاف نکلی۔ مَیں اس میں تجربہ کار ہوں اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوءِ ظنّیوں سے بچو۔ اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا تجسّس نہ کرو۔ تجسّس کی عادت بدظنّی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوءِ ظنّی کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا اپنی بدظنّی کو پورا کرنے کے لئے تجسّس کرتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اکتوبر 1907 از خطبات نور صفحہ 258۔259)

پھر ایک اَور جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ تمسخر کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ بدظنّی سے۔ اس لئے فرماتا ہے اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ (الحجرات:13) بدگمانیوں سے بچو۔ حدیث میں بھی آیا ہے اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ (بخاری کتاب الوصایا) اس بدظنّی سے بڑا بڑا نقصان پہنچتا ہے۔

مَیں نے ایک کتاب منگوائی۔ وہ بہت بے نظیر تھی۔ مَیں نے مجلس میں اس کی اکثر تعریف کی۔ کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہو گئی۔ مجھے کسی خاص پر تو خیال نہ آیا مگر یہ خیال ضرور آیا کہ کسی نے اٹھا لی ہے۔ پھر جب کچھ عرصہ نہ ملی تو یقین ہو گیا کہ کسی نے چرا لی۔ ایک دن جب مَیں نے اپنے مکان سے الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کتاب مَیں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی۔ اس وقت مجھ پر دو معرفت کے نکتے کھلے۔ ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ مَیں نے دوسرے پر بدگمانی کیوں کی؟ دوم مَیں نے صدمہ کیوں اٹھایا؟ خدا کی کتاب اس سے بھی زیادہ عزیز اور عمدہ میرے پاس موجود تھی۔

اسی طرح میرا ایک بستر تھا جس کی کوئی آٹھ تہیں ہوں گی۔ ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کام ہوا تھا۔ ایک عورت اجنبی ہمارے گھر میں تھی۔ اسے اس کام کا بہت شوق تھا۔ اس نے اس کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی گم ہو گئی۔ مجھے اس کے گم ہونے کا کوئی صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی نہ میرے بچوں کے سر پر۔ مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کو پسند آ گئی ہو گی۔ مدّت گزر گئی۔ اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا گیا تو اس کی ایک تہ میں سے نکل آئی۔ دیکھو! بدظنّ کیسا خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو سکھاتا ہے جیسا کہ اس نے محض اپنے فضل سے میری رہنمائی کی اور لوگوں سے بھی ایسے معاملات ہوتے ہوں گے مگر تم نصیحت نہیں پکڑتے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ نومبر 1908ء از خطبات نور صفحہ 427 تا 428)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ اس معاشرتی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”پس جہاں بدظنّیاں جہنم میں دھکیلتی ہیں تو حُسنِ ظنّ عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ بدظنّیاں جب پیدا ہوتی ہیں تو اپنی خود ساختہ کہانیوں میں زور پیدا کرنے کے لئے پھر انسان جھوٹ کا بھی سہارا لیتا ہے اور اپنی باتوں میں اس کی بے تحاشا ملونی کر دیتا ہے اور جھوٹ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے شرک قرار دیا ہے، شرک کے برابر ٹھہرایا ہے۔ پس ہر احمدی کو یہ بات مدّ نظر رکھنی چاہئے کہ وہ احمدی اس وقت کہلا سکتا ہے جب سچائی پر قائم ہو گا اور ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو پاک رکھے گا“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ مئی 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”دنیا میں بُرائیاں پھیلانے میں بدظنّی کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔ بدظنّی کی وجہ سے ایک دوسرے کے عیب تلاش کئے جاتے ہیں تاکہ اس طرح اسے نیچا دکھایا جائے، اسے بدنام کیا جائے۔ اس لئے فرمایا کہ آپس کے تعلقات کے جو معاملات ہیں لوگوں کے ذاتی معاملات ہیں، ان کے معاملہ میں تجسّس نہ کرو۔ یہ تجسّس خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اس تجسّس کے بعد پھر اگلا سٹیپ (Step) کیا ہو گا، اگلا قدم کیا ہو گا کہ اپنی مجالس میں بیٹھ کر پھر ہجو کرو گے، دوسرے کی چغلیاں کرو گے۔ وہ باتیں جو دوسرے کے بارہ میں معلوم ہوتی ہیں اور جو دوسرے شخص کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ راز کی باتیں تلاش کر کے لوگوں کو بتائی جائیں گی۔ اس کا ردّ عمل سختی کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے جس سے پھر دشمنیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپس میں پیار اور محبت کے نمونے قائم کرو۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے نظارے تم میں نظر آنے چاہئیں۔ دوسرے، ان رازوں کے فاش ہونے سے جن لوگوں کے بارہ میں باتیں کی گئیں، جن کے راز فاش کئے گئے ان کی باتوں کی بناء پر آپس میں تعلقات خراب ہو سکتے ہیں۔ پہلی بات، جب ایک فریق کی پردہ دری کرو گے تو دوسرا فریق بھی غصّہ میں آئے گا فساد اور لڑائیاں پیدا ہوں گی۔ دوسری بات، جو باتیں کی گئیں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ کسی میں پھوٹ ڈالنے والی ہوتی ہیں ان کے تعلقات خراب ہوں گے۔ دو دلوں میں پھوٹ ڈالنے والے بنو گے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ مارچ 2009ء)

پھر حضور نے فرمایا:

”بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے کسی ناراضگی یا کسی غلط فہمی یا بدظنّی کی وجہ سے اس حد تک اپنے دلوں میں کینے پالنے لگ جاتے ہیں کہ دوسرے شخص کا مقام اَوروں کی نظر میں گرانے کے لئے، معاشرے میں انہیں ذلیل کرنے کے لئے، رسوا کرنے کے لئے۔ ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر کے پھر اس کی تشہیر شروع کر دیتے ہیں اور اس بات سے بھی دریغ نہیں کرتے کہ یہ من گھڑت اور جھوٹی باتیں مجھے پہنچائیں تاکہ اگر کوئی کارکن یا اچھا کام کرنے والا ہے تو اس کو میری نظروں میں گرا سکیں۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ بڑے اعتماد سے بعض لوگوں کے نام گواہوں کے طور پر بھی پیش کر دیتے ہیں اور جب ان گواہوں سے پوچھو، گواہی لو، تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ گواہ بیچارے کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ کوئی ایسا واقعہ ہوا بھی ہے یا نہیں جس کی گواہی ڈلوانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ مجھے مجبور کیا جاتا ہے کہ مَیں ان جھوٹی باتوں پر یقین کر کے جس کے خلاف شکایت کی گئی ہے ضرور اسے سزا بھی دوں۔ گویا یہ شکایت نہیں ہوتی ایک طرح کا حکم ہوتا ہے... اکثر یہی ہوتا ہے کہ حسد کی وجہ سے یہ کوشش کی جا رہی ہوتی ہے کہ دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حسد بھی اکثر احساس کمتری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس خیال کے دل میں نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ خدا جھوٹے اور حاسد کی مدد نہیں کرتا اور حسد کی وجہ سے یا بدظنّی کی وجہ سے دوسرے پر الزام لگانے میں بعض لوگ اس حد تک گر جاتے ہیں کہ اپنی عزت کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ آج کل کے معاشرے میں یہ چیزیں عام ہیں اور خاص

طور پر ہمارے برصغیر پاک و ہند کے معاشرے میں تو یہ اور بھی زیادہ عام چیز ہے اور اس بات پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بھی بعض دفعہ ایسی گھٹیا سوچ رکھ رہے ہوتے ہیں اور دنیا میں یہ لوگ کہیں بھی چلے جائیں اپنے اس گندے کریکٹر کی کبھی اصلاح نہیں کر سکتے یا کرنا نہیں چاہتے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ مئی 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میاں اللہ دتہ صاحب ولد میاں خیر محمد صاحب سہرانی احمدی سکنہ بستی رِنداں ڈیرہ غازی خان کہتے ہیں کہ 1902ء یا 1903ء کا واقعہ ہے کہ مَیں قادیان شریف گیا۔ موقع عید کا تھا اور لنگر خانے میں لنگر چلا تو عام وخاص کی تجویز ہونے لگی۔ (لنگر چلا تو عام اور خاص کی تجویز ہونے لگی کہ یہ لوگ خاص مہمان ہیں یہ عام مہمان ہیں)۔ کھانے کی تقسیم کے لئے، تو میری نیّت میں فرق آنے لگا۔ فوراً مجھے یہ بدظنّی پیدا ہوئی کہ جو مہدی معہود ہو گا وہ حکم عدل ہو گا مگر اس لنگر خانے میں رِیا ہونے لگا ہے، مساوات نہیں ہے۔ پھر صبح کو مسجد مبارک میں گیا تو حضرت مسیح موعود اذان سے پہلے تشریف لائے تو آتے ہی فرمایا: مولوی نورالدین صاحب کہاں ہیں؟ حضرت مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور! مَیں حاضر ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا رات اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیرا لنگر خانہ ناخن کی پشت برابر بھی منظور نہیں ہوا کیونکہ لنگر خانے میں رات کو ریا کیا گیا ہے اور اب جو لنگر خانے میں کام کر رہے ہیں اُن کو علیحدہ کر کے قادیان سے چھ ماہ تک نکال دیں۔ (اتنی سختی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائی کہ جنہوں نے مہمانوں کے درمیان امتیاز کیا تھا، اُن کو نہ صرف فارغ کرو کام سے بلکہ چھ ماہ کے لئے قادیان سے نکال دو) اور ایسے شخص مقرّر کئے جائیں جو نیک فطرت ہوں اور صالح ہوں اور فرمایا کہ فجر کی روٹی (یعنی صبح کا کھانا جو ہے ناشتہ) میرے مکان کے نیچے چلایا جائے اور مَیں اور میاں محمود احمد اوپر سے دیکھیں گے۔ اِن کو جو بدظنّی پیدا ہوئی تھی کہ یہ ریا ہونے لگ گیا ہے، کہتے ہیں مَیں نے فجر کی نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور استغفار پڑھی کہ مَیں نے بدگمانی کی، یا اللہ! مجھے معاف کر دے۔ یہ کرامات حضرت اقدس کی مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ (ماخوذ از روایات حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 194، 195) پس یہ بدظنّیاں ہیں جو بعض دفعہ بہت دور لے جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت پر رکھنا چاہے اُس کے لئے فوراً وہ سامان پیدا کر دیتا ہے تا کہ بدظنّیاں دور ہو جائیں، اس سے بچنا چاہئے اور انسان عمومی طور پر استغفار اگر کرتا رہے تو بدظنّیوں سے بچتا چلا جاتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/ جون 2011ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدگمانی کے مضمون کو ایک واقعہ بیان کر کے اجاگر کیا ہے۔

"ایاز ایک مشہور جرنیل محمود غزنوی کا تھا لوگوں نے محمود کے پاس اُس کی شکایتیں کیں۔ ایاز ایک غلام تھا مگر اس نے اپنی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے ترقی کی اور بڑھتے بڑھتے جرنیل ہو گیا حتّٰی کہ وہ فنانس منسٹر (وزیر خزانہ) ہو گیا۔ لوگوں کو کچھ حسد تھا اس لئے انہوں نے محمود کے پاس شکایتیں کیں کہ وہ رات کو ہمیشہ اکیلا خزانے میں جاتا ہے اور قیمتی اشیاء وہاں سے چُرا لیتا ہے۔ یہ شکایتیں محمود کے پاس اس کثرت سے پہنچیں کہ اُسے ایاز پر بدظنّی ہو گئی۔ ایک دن بادشاہ رات کے وقت خزانہ میں داخل ہو گیا اور باہر سے تالا لگوا دیا اور ایک پوشیدہ جگہ پر چُھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ایاز آیا اور اندر داخل ہو گیا۔ بادشاہ کی بدظنّی اَور بھی بڑھ گئی اور سمجھا کہ لوگوں کی شکایتیں صحیح ہیں مگر اس نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی دیکھنا چاہئے کہ یہ کیا کرتا ہے۔ ایاز نے ایک کنجی لی اور اس سے ایک ٹرنک کھولا، پھر اس میں سے ایک اور صندوقچی نکالی اور اسے کھولا اور اس میں سے ایک بُغچہ (چھوٹی گھٹڑی) نکالا۔ جس کے اندر ایک پھٹی ہوئی گدڑی تھی، ایاز نے اپنا شاہی لباس اُتارا اور وہ گدڑی پہن لی۔ اس کے بعد اس نے مصلّٰی بچھایا اور نماز پڑھنی شروع کر دی اور اس نے نماز میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے خدا! مَیں اِس گدڑی میں اس شہر میں داخل ہوا تھا اور آج تُو نے اپنے فضل سے مجھے وزارت کا عہدہ عطا فرمایا ہے اور اتنی عزّت دی ہے کہ اس جگہ پر آنے سے مجھے محمود غزنوی کے سِوا اور کوئی نہیں روک سکتا۔ مَیں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اپنے فضل سے اس مقام پر پہنچایا ہے اور اے خدا! مجھے اِس بات کی بھی توفیق عطا فرما کہ جس بادشاہ نے مجھ پر اتنا رحم کیا ہے اُس کی دیانتداری سے خدمت کروں۔ محمود نے جب ایاز کی یہ دعا سُنی تو اس کے پاؤں سو سو من کے ہو گئے اور اُس نے دل میں کہا کہ مَیں نے کتنے قیمتی جوہر پر بدظنّی کی ہے۔ ایاز نماز پڑھ کر اور گدڑی کو پھر اسی جگہ رکھ کر اور اپنا لباس پہن کر چلا گیا بعد ازاں محمود وہاں سے اُٹھا اور واپس آیا اور اس نے پہرہ داروں کو کہا کہ خبردار میرے آنے کا ایاز کو علم نہ ہو"۔

(احبابِ جماعت اور اپنی اولاد سے ایک اہم خطاب صفحہ 13-14 از انوار العلوم جلد 15، فرمودہ 11/ نومبر 1938ء)

سامعین! کہتے ہیں کہ خوبصورتی، دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ اسے انگریزیوں ادا کرتے ہیں۔

Beauty Lies In The Eyes Of The Beholder

دنیا میں تمام نظر آنے والی خوبصورتیاں دراصل آنکھ کی وجہ سے خوبصورت لگ رہی ہوتی ہیں۔ پھولوں کی دنیا دیکھ لیں ان کے رنگارنگ نظارے آنکھ ہی کی وجہ سے ہی خوبصورت لگتے ہیں۔ جس طرح قوّتِ شامّہ ہی خوشبو اور بدبو میں فرق پیدا کرتی ہے۔ گلاب کے پھول کو گلاب کے نام سے پکارنے کا فیصلہ آنکھ ہی دماغ کو پیغام دے کر کرتی ہے۔ اسی طرح قوّتِ بصارت مختلف وادیوں، پہاڑوں، صحراؤں، چٹیل میدانوں اور سبزہ زاروں کے حسن وقبح کا فیصلہ کرتی ہے۔ حتّٰی کہ قدرت کے یہ حسین نظارے اور خوبصورتیاں بالآخر اس عظیم خوبصورتی کے خالق ومالک تک پہنچا دیتی ہیں جس کے متعلق کہا گیا ہے: اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالُ کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔

اس مضمون کا دوسرا پہلو پردہ پوشی کا ہے جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ)

پھر فرمایا جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور پردہ پوشی سے کام لیا یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ درگور لڑکی کو نکالا اور اسے زندگی بخشی۔

بدگمانی کے مضمون کو واضح کرنے کے لئے کسی کا یہ قول بھی بولا جاسکتا ہے کہ ”ہم ایک دوسرے کی باتیں کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے باتیں کریں۔“ اس قول کی مطابق ایک دوسرے سے پیار محبت کی باتیں کریں۔ یہاں مغربی دنیا میں یہ تو خوبی ہے کہ کسی سے یہ غیبت، چغلی نہیں کرتے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی دنیا ہے۔ اپنی راہ لیتے ہیں بلکہ کسی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے لیکن اس کے نتیجہ میں معاشرہ سے بزرگ افراد وخواتین اکیلے رہ کر ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ کسی سے بات کریں۔ مَیں روزانہ سیر کے لیے باہر نکلنے کا عادی ہوں۔ مَیں نے بارہا دیکھا ہے کہ کوئی بزرگ انگریز یا خاتون Hello Hi کرکے کھڑے ہو کر باتیں کرنی شروع کردیتے ہیں۔ یہی کیفیت مَیں نے قبرستان میں بھی دیکھی ہے۔ خاکسار اپنے احمدیہ قبرستان میں دعا کرنے کے لیے جاتا ہے تو اس وقت کوئی دوست یا انگریز خاتون مل جائے تو وہ ضرور باتیں کرنی شروع کردیتے ہیں۔ بات کا آغاز وہ موسم سے کرتے ہیں اور یوں ان کا دل بہل جاتا ہے اور دوبارہ تروتازہ ہوجاتے ہیں۔ گویا ایک دوسرے سے باتیں کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سامنے والے بندے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ کوئی مشکل میں ہو یا صدمہ میں ہو یا پریشان ہو تو اس کو باتوں میں لگانے سے اس کا ہم وغم اور اداسی دور ہوجاتی ہے۔ مگر کسی کے خلاف نہ تو بات کرتے ہیں، نہ ہی بدگمانی۔ اس کے بالمقابل ہمارے معاشرہ میں غیبت، چغل خوری اور بدگمانی بہت زیادہ ہے۔ ذرا سا کوئی انسان آنکھوں سے اوجھل ہو تو اس سے متعلق باتیں شروع ہوجاتی ہیں۔ بلکہ لطیفہ کے طور حقیقت پر مبنی ایک واقعہ بیان کردیتا ہوں۔ کسی جگہ چند دوست بیٹھے چغلیاں کررہے تھے جو ایک دوست کو اچھی نہیں لگ رہی تھیں۔ وہ محفل چھوڑ کر چلے گئے اور جاتے ہوئے حاضرین سے کہہ گئے کہ اچھا! مَیں تو چلتا ہوں۔ اب میری غیر موجودگی میں میرا گوشت کھالیں۔

بدگمانی کا تعلق زبان سے ہے جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أمسِكْ عليكَ لسانَكَ (ترمذی ابواب الزھد) کہ اپنی زبان کو روک رکھو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بدظنّی صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لیے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات حاصل کرنے کے لیے دعائیں کرو۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 247)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”پھر غیبت ایک گناہ ہے جس سے اصلاح کی بجائے معاشرہ میں بدامنی کے سامان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گندے فعل سے کراہت دلاتے ہوئے فرمایا کہ تم تو آرام سے غیبت کرلیتے ہو۔ یہ سمجھتے ہو کہ کوئی بات نہیں، بات کرنی ہے کرلی۔ زبان کا مزا لینا ہے لے لیا۔ یا کسی کے خلاف زہر اگلنا ہے اگل دیا۔ لیکن یاد رکھو یہ ایسا مکروہ فعل ہے ایسی مکروہ چیز ہے جیسے تم نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھالیا اور کون ہے جو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے کراہت نہ کرے۔ غیبت یہی ہے کہ کسی کی بُرائی اس کے پیچھے بیان کی جائے۔ پس اگر اس شخص کی اصلاح چاہتے ہو جس کے بارہ میں تمہیں کوئی شکایت ہے تو علیحدگی میں اسے سمجھاؤ...... جن کو اس قسم کی بدظنّیوں کی یا تجسّس کی یا غیبت کی عادت ہے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔“

(خطبہ جمعہ 5/ فروری 2010ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”اب بعض لوگ اس لیے تجسّس کر رہے ہوتے ہیں مثلاً عمومی زندگی میں مزے لیتے ہیں۔ دفتروں میں کام کرنے والے ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں یا دوسری کام کی جگہ کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں۔ تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں۔ ان کے منظور نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے۔ کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی بُرائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لیے، دنیاوی چیز کے لیے، ذراسی باتوں کا مزا لینے کے لیے اپنی جنت ضائع کرتا پھرے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ26/ دسمبر2003ءازروزنامہ الفضل13/اپریل2004ء)

پس ہمیں چاہیے کہ سچے مؤمن بن جائیں جس سے ہم خود بھی امن میں ہوں اور دوسرے بھی امان میں آئیں۔ اپنے بزرگوں اور عزیز واقارب کی خوبیوں کا تذکرہ کریں اور بدگمانی سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)

✡✡✡✡